جناب عطش دُرّانی

قدیم علوم اور عرب مترجمین

مسلمانوں کے عہد عروج میں بغداد ایک ایسی علمی تحریک کا مرکز بن گیا تھا جس پر سنسکرت، پہلوی، سُریانی، اور یونانی تصانیف کے اثرات نمایاں تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ ان زبانوں کی بلند پایہ تصانیف کا عربی میں ترجمہ کر لیا گیا تھا۔ اگر ہم تاریخ کا گہرا تنقیدی جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہر قوم کے فکری ارتقا اور علمی نشوونما میں اس کے اپنے علم و ادب کے ساتھ ساتھ تراجم نے بھی بہت اہم حصہ لیا ہے۔ اور یہی کیفیت عربوں کی بھی تھی۔

شہر بغداد ۷۶۲ء میں تعمیر ہوا اور ہارون الرشید ۷۸۶ء میں سریر آرائے خلافت ہوا۔ اس کا عہد تراجم کے اعتبار سے ایک مثالی عہد تھا اور ایسا دور دنیا کو پھر کبھی نصیب نہیں ہوا۔ اس دور میں علوم ماقبل اسلام کی ذخیرہ بندی کا کام ہوا۔ دنیا بھر کی علمی کتابوں کے تراجم کا ایک تانتا بندھ گیا۔ حکومت عباسیہ کے اس دور میں ہیلینی تہذیب کی سائنسی اور فنی تحریک اپنے عروج کو پہنچی۔ اسے دو جگہوں سے تقویت حاصل ہو رہی تھی۔ ایک تو خراسان کا شہر مرو تھا اور دوسرا جندی شاپور، جہاں یونانی اور سریانی ماخذوں سے حاصل کیے ہوئے علوم سے روشناس ہونے کی کوششیں کی جا رہی تھیں۔

ہارون الرشید کا وزیر یحییٰ برمکی سائنسی احیا کا پرجوش حامی تھا۔ چنانچہ اس کی تحریک پر ہارون نے ان علما کی بڑی سرپرستی کی جو یونان کی سائنسی تصانیف کا مطالعہ کرتے اور انھیں عربی میں منتقل کرتے تھے۔ یہ ہارون ہی تھا جس نے مخطوطوں کی خریداری کے لیے ہر جگہ اپنے آدمی بھجوائے اور یوں بہت جلد ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ بغداد میں جمع ہو گیا۔

برامکہ کو مرو کے شہر سے جو وابستگی تھی، وہ یوں ہی نہیں تھی۔ چھٹی صدی عیسوی تک یہاں نسطوری عیسائی علما و فضلا کثیر تعداد میں آیا کرتے تھے۔ ساتویں صدی عیسوی میں مرو کے ساتھ ساتھ عدیسہ نصیبین اور جندی شاپور بھی علوم ماقبل اسلام کے بہت بڑے مراکز بن چکے تھے۔ اگرچہ یہاں بھی یونانی

کتابوں کے سریانی ترجمے ہوئے لیکن ہم مشہور مترجم حنین بن اسحاق کی رائے کے مطابق انھیں پست معیار کے ترجمے کہہ کر نظر انداز کر سکتے ہیں۔

ہارون سے قبل منصور بھی اگرچہ علوم اور کتابوں کا دلدادہ تھا اور اس نے تاسیس بغداد کے بعد اپنے اردگرد علما اور فضلا کو اکٹھا کر لیا تھا جو نہ صرف خلیفہ کے حکم سے بلکہ نجی طور پر بھی تراجم کا کام کرتے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر یہود و نصاریٰ اور نو مسلم تھے۔ لیکن تراجم کا حقیقی کام ہارون اور اس کے بعد مامون کے عہد میں ہوا۔

اس دور کا ایک مترجم ابو محمد ابن المقفع (م ۷۵۷ء) تھا۔ یہ شخص بظاہر نو مسلم تھا لیکن اکثر لوگ اُسے مشرک گردانتے ہیں۔ اس نے قدیم فارسی کتاب "کلیلہ و دمنہ" کا عربی ترجمہ کیا۔ جو خود فارسی زبان میں سنسکرت سے ترجمہ کی گئی تھی۔ یہ اصل متن تو آج مفقود ہیں لیکن اس عربی ترجمہ کا یورپ کی تقریباً تمام زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔ ابن المقفع نے ایک فارسی کتاب "خدائے نامہ" کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ جو شاہانِ ایران کی سوانحی تاریخ تھی۔ اس کا نام اس نے "سیر الملوک العجم" رکھا تھا۔ یہ کتاب ناپید ہے۔ بصرہ کے گورنر سفیان نے المقفع کی گستاخیوں سے تنگ آکر اسے قتل کروا دیا تھا۔

جندی شاپور اور مرو کے علما اور مترجمین نے مل کر علوم ماقبل اسلام کو اس کثرت سے عربی میں ترجمہ کرنا شروع کیا کہ یہ علوم عربی ادب کا ایک جزو لاینفک بن گئے۔ شروع شروع میں جندی شاپور کے علما سریانی زبان میں ترجمے کرتے اور پڑھتے تھے لیکن ہارون کے زمانے میں رفتہ رفتہ عربی تراجم نے سریانی تراجم کی جگہ لے لی۔

ہندوستانی کتاب "سند ہند" کو سمجھنے کے لیے عربی میں اس کے ترجمے کی ضرورت تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ بطلیموس کی "المجسطی" اور اقلیدس کی مبادیات کے ترجمے کی بھی ضرورت محسوس کی گئی۔ کہتے ہیں کہ یہ ترجمے سریانی سے عربی میں ہوئے تھے۔ لیکن ایک روایت کے مطابق اقلیدس اور المجسطی کے ترجمے جعفر برمکی کے ایما پر کیے گئے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ "سند ہند" منصور کے عہد میں ترجمہ ہوئی تھی۔ "المجسطی" کا مترجم الحجاج ابن یوسف ابن مطر الحسیب کو بتایا جاتا ہے جس نے ترجمہ کا کام ۸۲۷ء میں ختم کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اقلیدس کی مبادیات کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ اس ترجمے کو ٹی۔ او بسٹ ہارن اور جے۔ ایل ہیبرگ نے شائع کیا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق سہیل ابن ربان الطبری ہارون الرشید کے عہد میں "المجسطی" کا ترجمہ

کر کے خلیفہ کے حضور لے گیا تھا۔ اس کا بیٹا سہل ابن ربان الطبری (م ۸۵۰ء) اپنی کتاب "فردوس الحکمۃ" میں اس کا حال لکھتا ہے۔ اس ترجمے پر آگے چل کر حنین ابن اسحاق، ثابت بن قرہ اور محمد ابن جابر ابن سنان البستانی (م ۹۲۹ء) نے نظر ثانی کی ہے۔ الحجاج کے ترجمے پر ۹۱۲ء میں قسطا ابن لوقا نے نظر ثانی کی۔

عرب مترجمین نے سب سے زیادہ کام ارسطو کی کتابوں پر کیا۔ اس کی کتابوں "المعقولات" "العبارت"، "القیاس"، "البرہان"، "السجدل"، "المغالیط"، "الخطابت" اور "السیاست" کا دوبارہ عربی ترجمہ ہوا۔

البحیحیٰ البطریق (م ۸۰۰ء) اسی زمانہ میں گزرا ہے جس نے بطلیموس کی ایک فلکیاتی کتاب "طیطرابی ببلوس" کا عربی میں ترجمہ کیا۔

ہارون الرشید کے عہد میں سائنسی کتب اور ان کے تراجم کی سرپرستی ایک فیشن بن گئی تھی جعفر برمکی کی حوصلہ افزائیوں سے سائنسی مواد کے ترجمے کا آغاز اور عروج ہوا۔ شروع شروع میں علوم ریاضی اور فلکیات ہی عربوں میں منتقل ہوتے رہے۔ پھر ان میں طبی کتابیں بھی شامل ہوتی چلی گئیں۔

ہارون کے بعد مامون بھی علوم و فنون کا دلدادہ ثابت ہوا۔ لیکن وہ کسی قدر آزاد خیال بھی تھا۔ اگرچہ اسلام نے کبھی خلیفہ کو شارح کی حیثیت نہیں دی، لیکن مامون اپنے خیالات کو زبردستی رعایا سے منوانے پر تل گیا اور ۸۲۷ء میں اس نے ایک فرمان جاری کیا کہ جو کوئی قرآن کو حادث و مخلوق نہیں مانے گا وہ مستوجب سزا ہوگا۔ چنانچہ متعدد علما نے اس کی مخالفت کر کے جام شہادت نوش کیا۔ اس نے امام احمد بن حنبل کو بھی اس سلسلے میں سخت سزائیں دیں۔

۸۳۲ء میں مامون نے بغداد میں بیت الحکمت قائم کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک دار الترجمہ بھی۔ جہاں سریانی اور پہلوی زبانوں کی کتابوں کے ترجمے کیے جاتے تھے۔ یحییٰ ابن ماسویہ (۷۷۷ء تا ۸۵۷ء) کو اس کا صدر مقرر کیا گیا تھا۔ روایت ہے کہ اس نے خلیفہ ہارون کے لیے طب کی بعض کتابوں کے ترجمے کیے تھے لیکن اس ادارے کی روح رواں یحییٰ کا شاگرد حنین ابن اسحاق تھا۔

حنین ابن اسحاق اس دور کے ممتاز مترجمین میں سے ہے جنھوں نے علوم ماقبل اسلام کی ذخیرہ بندی کے سلسلے میں نمایاں کام سرانجام دیے۔ حنین کے ترجمے اگلے ترجموں پر فائق ہوتے تھے۔ جب "فرزندان موسیٰ" نے حنین کو دربار میں متعارف کرایا تو ہارون اس کا اتنا گرویدہ ہوا کہ اسے "بیت الحکمت" اور "دار الترجمہ"

کا ناظم مقرر کردیا۔

حنین نے جالینوس کی تقریباً بیس کتابوں کا ترجمہ کیا۔ نیز سرجیوس ریش عینی کے سولہ ترجموں پر بھی نظر ثانی کی۔ بعد کی نسل کے اکثر مترجمین حنین ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ اس کے ترجموں کے اسلوب کا ہمیں "رسالات حنین ابن اسحٰق" سے پتہ چلتا ہے۔ جو در اصل اس کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔ اسے جی برگس ٹرسر نے ۱۹۲۵ء میں لیپزگ سے شائع کیا ہے۔

حنین نے اپنے ساتھیوں کے تعاون سے غالباً مندرجہ ذیل کتابوں کے ترجمے کیے۔

۱۔ کتبِ اقلیدس

۲۔ جالینوس اور بقراط کی کتابیں

۳۔ ارشمیدس اور اپولونیئس کی کتابوں کے بعض حصّے۔

۴۔ افلاطون کی "جمہوریہ"۔ "قوانین" اور "طائیمیوس"

۵۔ ارسطو کی "المعقولات"۔ "طبیعات"۔ "اخلاقیات" اور "معدنیات"

۶۔ تھاسطیوس کی "مابعد الطبیعات"

۷۔ عہد نامۂ قدیم

۸۔ ایجینہ کے پال (۶۵۰ء) کے قانون طب کے خلاصے

حنین بن اسحٰق اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ اس کے بیٹوں نے بھی مندرجہ ذیل کتابوں کے ترجمے کیے۔

۱۔ افلاطون کی "سوفسط"

۲۔ ارسطو کی "مابعد الطبیعیات" اور دوسری کئی کتابیں

۳۔ فرفوریس، سکندر افروڈی سیاس اور امانیوس کی شرحیں

حنین کے علاوہ دیگر مترجمین میں قسطا ابن لوقا البعلبکی (م ۹۱۲ء) بھی ایک عیسائی تھا۔ جس نے حسبِ ذیل ترجمے کیے۔

۱۔ ہپسی کلیز کی تصنیف۔ الکندی نے اس پر نظر ثانی کی۔

۲۔ تھیوڈوسیوس کی "اسفریکا"۔ ثابت بن قرہ نے اس پر نظر ثانی کی۔

۳۔ ہیران کی "میکانیات" اور "آٹولیئس"

۴۔ تھیوفراسطس کی "میٹیوریا"

۵۔ جالینوس کی کتابوں کی مشرح فہرست

۶۔ جان فلوپونیوس کی کتاب "طبیعیات ارسطو"

ایک اور عرب مترجم ابو البشر مطاع ابن یونس القنائی (م ۹۴۰ء) بہت مشہور ہے جس نے ارسطو کی کتاب "پوئیٹیکا" کا ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ اس نے تھامسطیوس اور سکندر افروڈی سیاس کی کتابوں کی شرحیں لکھیں۔

ابوزکریا یحییٰ ابن عدی المنطقی (م ۹۷۴ء) نے طب اور منطق کی کتابوں کے ترجمے کیے۔ جن میں امونیس کی "پرولی گومینا" بھی شامل ہے۔ اس نے کئی دیگر مترجمین کے تراجم پر بھی نظر ثانی کی۔

ابن عدی کے ساتھ ساتھ ہمیں الحنین ابن ابراہیم ابن الحسن ابن خورشید الطبری النطیلی (م ۹۹۰ء) اور ابو علی عیسیٰ ابن اسحٰق ابن زرعا (م ۱۰۰۸ء) بھی نظر آتے ہیں جنھوں نے طب اور فلسفے کی کتابوں کے ترجمے کیے۔ یہ لوگ خلافتِ عباسیہ کے عظیم الشان اسی برسوں کے آخری مترجمین تھے۔

بغداد کے بعد سرزمین اندلس ہمیں وہ جگہ نظر آتی ہے جہاں علومِ ماقبل اسلام کو محفوظ کرنے اور اسے پروان چڑھانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ یہیں ہمیں تراجم کا ایک دور بھی نظر آتا ہے جو اگر دورِ بغداد سے آگے نہیں تھا تو اس سے کسی قدر پیچھے بھی نہیں تھا۔

۹۴۹ء میں بازنطینی شہنشاہ قسطنطین ہفتم نے عبد الرحمٰن ثالث کے لیے جو تحفے بھجوائے، ان میں یونانی ڈیاس کوریڈس کی ایک کتاب کی نقل بھی شامل تھی۔ یہ کتاب تو بڑی رنگین اور مصور تھی لیکن قرطبہ میں یونانی زبان جاننے والا کوئی نہ تھا۔ چنانچہ عبد الرحمٰن نے فرمائش کی کہ کوئی ایسا شخص بھیجا جائے جو اس کا ترجمہ کر سکے اور پھر یہیں سے سرزمین اندلس میں تراجم کا دور شروع ہوا۔ شہنشاہ نے ۹۵۱ء میں ایک راہب نکولاس کو قرطبہ بھیجا جس نے نہ صرف اس کتاب کا عربی ترجمہ کیا بلکہ قرطبہ کے لوگوں کو یونانی زبان بھی سکھائی۔ لیکن اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے کہ ڈیاس کوریڈس کا ترجمہ پہلی بار ہوا تھا۔ اس سے پہلے حنین ابن اسحٰق اس کا ترجمہ کر چکا تھا۔ نکولاس کے ترجمے کا قلمی نسخہ بوڈلیین کے کتب خانے میں موجود ہے۔

حران کا ایک عالم اور مترجم ثابت بن قرہ (م ۹۰۱ء) ریاضیاتی اور فلکیاتی کتابوں کے عربی تراجم کے سلسلے میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ ثابت نے تصنیف و تالیف و ترجمہ کا بیشتر کام بغداد

ہی میں سرانجام دیا۔ اس نے اپولونیٹس، ارشمیدس، اقلیدس، بطلیموس اور تھیوڈوسیس کے یا تو از سرِ نو ترجمے کیے یا مروجہ ترجموں پر نظرِ ثانی کی۔

اس مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ قرونِ وسطیٰ کے عربوں نے علوم ماقبل اسلام کی حفاظت اور ان کی ذخیرہ بندی کے لیے سب سے زیادہ توجہ تراجم پر دی۔ ان پر شرحیں لکھیں اور پھر جب ان تمام مآخذوں سے علم حاصل کر لیا تو انھوں نے اس کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا پر ان کے علم و فضل کی دھاک بیٹھ گئی۔

الفہرست

از محمد بن اسحاق ابنِ ندیم وراق ——— اردو ترجمہ: جناب محمد اسحاق بھٹی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری تک کے علوم و فنون، سیر و رجال اور کتب و مصنفین کی مستند تاریخ ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، قرآن مجید، نزولِ قرآن، جمع قرآن اور اس کے قراء، فصاحت و بلاغت ادب و انشا اور اس کے مختلف مکاتبِ فکر، حدیث و فقہ اور اس کے تمام مدارسِ فکر، علم نحو، منطق و فلسفہ ریاضی و حساب، سحر و شعبدہ بازی، طب اور صنعتِ کیمیا وغیرہ تمام علوم، ان کے علما و ماہرین، اور اس سلسلے کی تصانیف کے بارے میں اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں واضح کیا گیا ہے کہ یہ علوم کب اور کیونکر عالم وجود میں آئے۔ پھر ہندوستان اور چین وغیرہ میں اس وقت جو مذاہب رائج تھے اُن کی وضاحت کی گئی ہے۔

نیز بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دنیا کے کس کس خطے میں کیا کیا زبانیں رائج اور بولی جاتی تھیں اور ان کی تحریر و کتابت کے کیا اسلوب تھے۔ ان کی ابتدا کس طرح ہوئی اور وہ ترقی و ارتقا کی کن منازل سے گزریں۔ ان زبانوں کی کتابت کے نمونے بھی دیے گئے ہیں۔ ترجمہ اصل عربی کتاب کے کئی مطبوعہ نسخے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے اور فاضل مترجم نے جگہ جگہ ضروری حواشی بھی دیے ہیں جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

صفحات: ۹۱۴ قیمت: ۲۲/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور